مرا دم گھٹ رہا ہے

جمیل عثمان

مری گردن کو گھٹنے سے دبا کر توڑنے والے
تجھے معلوم ہے؟
کہ میں بھی ایک انساں ہوں!
مجھے بھی حق ہے جینے کا
اگر مجھ سے تجھے کوئی شکایت ہے
کوئی قانون میں نے توڑا ہے
تو مجھ کو لے حراست میں
مجھے پہنا دے ہتھکڑیاں
مقدمہ مجھ پہ قائم کر
وہاں ثابت میں کر دوں گا
کہ میں مجرم نہیں
میں تو بس تیری طرح کا ایک انساں ہوں
مرا صرف رنگ کالا ہے
مگر خوں تو مرا بھی سرخ ہے
ترے ہی خون کی مانند
مجھے بھی زندہ رہنا ہے

مجھے بھی بھوک لگتی ہے
میں روٹی لینے نکلا تھا
مگر تو نے درندے کی طرح
مجھ کو کچل ڈالا
تجھے یہ حق دیا کس نے؟
کہ میری جان یوں لے لے
کہ جیسے میں کوئی کیڑا مکوڑا ہوں
جسے تو نے مسل ڈالا
مرا دم گھٹ رہا ہے
دیکھ، مجھ کو سانس لینے دے